ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

سماجیاتِ جدیدہ اور نبویؐ معاشرے کی اخلاقی اقدار-ایک جائزہ

SAMAJIAT-I- JADEEDA AUR NABVI MUSHARY KI IKHLAAQI IQDAAR- AIK JAIZA

ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج وومن یونی ورسٹی، سیال کوٹ
ثمرین اختر
پی ایچ ڈی اردو
فاطمہ جناح وومن یونی ورسٹی، راولپنڈی

Abstract

Positive thinking, ethics and morality are regarded as synonymous terms to a large extent. The fundamental point of prophethood was to bring revolutionary changes in human morality. Good morals are not only an individual's personal matter but also play a major role in the rise and fall of a nation. Histories witnesses that whenever a nation lacks morality it falls and never rise again. Materialism always leads to destruction of national conscientious and deterioration of the human behavior. Presently, morality is the least entity exists in Muslim nation. This is an unfortunate situation for us. The importance of ethicality can be understood by the fact that "Mother Ayesha" quoted the sayings of the Holy Prophet (P.B.U.H) which means that a true Muslim attains high ranks of "ibadah" due to his height of courtesy and regular Fasting. Courteous and ethical nations not only get immense popularity but also become undefeatable in every walk of life. The holy Quran always gives teachings of adopting high moral values and ethics in our individual and collective life. This article will cover not only the practices of morality in old Islamic culture but also shed light on contemporary affairs regarding ethicality.

Keywords: Positive thinking, revolution, morality, history, witness, ethics, courtesy, moral values, contemporary affairs.

کلیدی الفاظ: معاشرتی زندگی، اخلاقی اقدار، تہذیب و تمدن، قبائلی زندگی، شکست و ریخت، استحصال، اخلاقیات سے ناآشنا۔

معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے بنانے اور سنوارنے میں اخلاق اور اخلاقی اقدار کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ بلکہ معاشرت

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کی پہلی اینٹ اخلاقِ حسنہ ہی ہے۔ انسانیت کا زیور حسنِ اخلاق ہے۔ جب تک اخلاقی حس افراد میں بیدار رہتی ہے، اپنے فرائض کو ذمہ داری اور خوش دلی سے ادا کرنے والے اور ایثار و قربانی کرنے والے لوگ اکثریت میں رہتے ہیں۔ دنیا میں عروج و ترقی حاصل کرنے والی قوم ہمیشہ اچھے اخلاق کی مالک رہی ہیں۔ یوں تو ہر مذہب اخلاقیات، اخلاقی اقدار اور انسانیت کی ترغیب دیتا ہے لیکن اسلام کے اخلاقی نظام اور دیگر اخلاقی قدروں میں کئی اعتبار سے بہت فرق پایا جاتا ہے۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں اچھے اور بُرے اخلاق کا معیار عقلِ سلیم، پاکیزہ شعور اور تجربہ ہے جب کہ اسلام اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کا حکم دیتا ہے۔

اخلاق، خُلق کی جمع ہے۔ خُلق اس اندرونی قوّت کا نام ہے جس سے انسان کو اچھے کام سرانجام دینا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک نے یہ صفت انسان میں پیدائشی طور پر رکھ دی ہے اسے تربیت ارادے اور مستقل مزاجی کے ذریعے پروان چڑھایا جاتا ہے۔

اسلام نے اخلاق کو اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ عطا فرمایا یہاں تک کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں اِس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کروں۔ اس حدیثِ پاک سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل اخلاقِ حسنہ کی تکمیل نہیں ہوئی تھی، بلکہ ہر قوم کو ان محدود معاشرتی زندگی کے مطابق انھیں اخلاق قدروں کی تعلیم دی گئی تھی مگر چوں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر دین کی تکمیل ہوئی تھی اس لیے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا معلمِ اخلاق بنا کر بھیجا گیا۔

اخلاقیات کا علم اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان۔ اس لیے اخلاقی تصورات کو ہر دور میں اُجاگر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالخصوص اُمتِ مسلمہ میں یہ خوبی اُجاگر کرنے کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے کہ جس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل کو قرار دیا اور جن کے اخلاقِ کریمانہ کے باعث اہلِ عرب نے اسلام قبول کیا وہی عرب قبل از اسلام مذہبی اخلاقی اور روحانی دیوالیہ پن کا شکار تھے۔ ان کی زندگی مقصد سے عاری تھی۔ لفظ "امن" اس دور میں ناپید تھا اور زمین پر فتنہ وفساد عام تھا۔ یہ جاہل عرب بت پرستی پر فخر کا اظہار کرتے اور اپنی مرضی کے دیوتا بنا کر پوجتے۔ اس دور کی عرب شاعری اپنی مخصوص خصوصیات کی وجہ سے اہلِ عرب میں بہت مقبول تھی۔ یہ اس قدیم عرب دور کی تہذیب و تمدن، مذہبی رسومات وہم پر مبنی اور دیگر معاشرتی رویوں کو منظر عام پر لاتی۔ اس دور کی لکھی گئی عرب شاعری قبائلی زندگی اور اس کے ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔ تنزلی کا شکار اس معاشرے میں اخلاقی قدروں کا کوئی تصور نہ تھا اس سے ہر طرح کے قبیح فعل کو جائز سمجھا جاتا۔ برائیوں سے بھرپور یہ معاشرہ شدید شکست و ریخت کا شکار تھا۔ اس کی اصلاح کے لیے آخرکار اس معاشرے میں سے اللہ پاک نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ایسا نبی بھیجا جنھوں نے اس علاقے کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اقتصادی اور معاشرتی تصویر یکسر بدل دی۔

موجودہ صدی اخلاقی اعتبار سے کنگال ہو چکی ہے۔ یہی حال چھٹی صدی عیسوی میں تھا۔ انسانیت اور شرافت کی بنیادیں ہل چکی تھیں۔ تہذیب و اخلاق کے ستون اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے۔ روم و ایران اخلاق باختگی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے تھے۔ شراب عربوں کی گھٹی میں پڑی تھی۔ سودی لین دین کمزوروں کا استحصال اور اس سلسلے میں بے رحمی و سخت گیری عام تھی۔ عرب معاشرہ اخلاقیات سے ناآشنا تھا۔ جزیرہ نما عرب بے شمار قبیلوں میں منقسم تھا۔ اس معاشرے میں اصل قانون لاقانونیت تھی۔ معاشرے میں مرد کو بالادستی حاصل تھی اور عورت کو محکوم، مظلوم سمجھا جاتا تھا۔ ایک وحشیانہ طرز کا معاشرہ تھا جس میں مرد لاتعداد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

شادیاں کر سکتا تھا۔ اخلاقی قدریں ناگفتہ بہ تھیں۔ ایک آدمی کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کو سوائے اُس کی ماں کے باپ کی تمام بیویاں وراثت میں مل جاتی تھیں۔ ایک وحشیانہ رسم جو غیرت کے نام پر کی جاتی تھی وہ بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا تھا۔ معاشرے میں شراب نوشی، جوا، جسم فروشی، سُود خوری، تکبّر، انتقام، لُوٹ کھسوٹ، عصبیت، خودسری، سرکشی عام تھی۔ عرصۂ دراز سے قبائل سوائے اپنے قبیلے کے سربراہ کے کسی اور کی سربراہی یا حکم تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ہر شخص خود انصاف کا نظام اپنے ہاتھ میں لے کر فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا جس کا نتیجہ بہیمانہ خون ریزی کی صورت میں نکلتا۔ ان کے لیے جنگ ایک مشغلہ تھا۔ قبائل جنگ کو اپنی بہادری کے جوہر دِکھانے اور اس فن میں اپنی مہارت دِکھانے کے لیے استعمال کرتے۔ مزید برآں کارواں بزور طاقت لوٹنا اور سامان چھین لینا عام تھا۔ غرض دورِ جاہلیت میں عرب معاشرہ اپنے وحشیانہ پن کو ذاتی اور دوسری جاہلانہ رسومات کی وجہ سے بدنام تھا۔ عرب قبائل میں موجود خودسری اور سرکشی اس شدت سے تھی کہ کسی ایک حکومت کے قیام کا تصوُّر نہ تھا۔ اس خودسری، سرکشی، تکبّر اور انتقام میں عرب ایک دائمی خون ریزی، بے چینی، فساد اور بدامنی میں مبتلا تھا۔ عرب معاشرے میں تہذیبی، اخلاقی، سماجی تنزل انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ یہ مادہ پرستی کا دور تھا۔ اس دور کے علما بھی مذہب کے تقدس اور اہمیت سے ناآشنا تھے۔ انھوں نے اس دین میں بھی اپنی مرضی کی تبدیلیاں کی تھیں۔ قبیلوں میں اولاد کی کثرت اور سرمایہ کی بنیاد پر تکبّر کی انتہا ہوتی لیکن اس تکبّر یا فخر کے دائرے سے عورتوں کو خارج کر دیا جاتا۔ مردوں کے خود پر تکبّر کی ایک بڑی وجہ تو اُن کی جسمانی طاقت تھی۔ عورتوں کے لیے میراث میں کوئی حصہ نہ تھا۔ اس طرح اسلام نے سب سے پہلے عرب میں لفظ قانون متعارف کروایا اور وہ معاشرہ جو خون کے بدلے خون اور انتقام کے نام پر نسل در نسل خون ریزی میں مصروف رہتا، اسلام کے بعد یہاں انسان اور انسانی زندگی کے تقدس کا احساس پیدا ہوا۔ ایسے اخلاق سوز اور غیر انسانی ماحول میں اسلام نے جو عمدہ اخلاقی نظام پیش کیا وہ انسانی طبائع کے لیے اکسیر ثابت ہوا اور اس کی وجہ سے تہذیب و ثقافت سے بے بہرہ قومِ عرب میں ایسے اخلاقی نمونے پیدا ہوئے جن کی نظیر انسانی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے بڑے بڑے دشمن بھی آخرکار کلمۂ توحید و رسالت کو پڑھ کر اسلام کی آغوش میں آتے گئے۔ اسلام کے عالمگیر پیغام نے دنیا بھر کے مذہبی، اخلاقی، سماجی، علمی اور دوسرے پہلوؤں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس طرح اسلام کی آمد نے نہ صرف عرب سے دورِ جاہلیت کا خاتمہ کیا بلکہ ساری دنیا کو ایک ایسا نظامِ حیات پیش کیا جس نے انسان کو جہالت اور برائی کی پستیوں سے نکال کر نیکی اور اچھائی کی بلندیوں کی جانب گامزن کیا۔ اسلام نے دنیا کو نہ صرف مذہبی رہنمائی فراہم کی بلکہ انھیں اخلاقی بے راہ روی، طبقاتی کشمکش، فکری تنزلی، شر و فساد اور ہر طرح کی لاقانونیت کو چھوڑ کر ایک فلاحی معاشرے کی تشکیل کا درس دیا جس میں سب کی سلامتی، فلاح، حقوق اور بہتری ممکن ہو اس طرح اسلامی انقلاب انسانی تاریخ کا بہترین انقلاب ہے۔ جس کا مقصد ایک بہترین اور فلاحی انسانی معاشرے کی تشکیل ہے۔ رسولِ پاک ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے دوران ہی اسلام پورے عرب میں پھیل چکا تھا اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلام مصر، شام، ایران، عراق، وسطی ایشیا، یورپ اور شمالی افریقہ کے کچھ علاقوں تک پہنچ چکا تھا۔ اس طرح اسلام ایک عالمگیر مذہب کی صورت اختیار کر گیا۔ اسلام کی قبولیت اور مقبولیت کی ایک بڑی وجہ وہ مذہبی اصول اور اصطلاحات ہیں جنھوں نے ہر ایک کو یکساں متاثر کیا۔ یہ اصطلاحات انسانی اخلاق سے لے کر زندگی کے ہر شعبے تک محیط ہیں۔ رسولِ پاک ﷺ کی آمد کے بعد اسلامی تہذیب و تمدن کا آفتاب

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

طلوع ہوا جس نے انسانی تاریخ کو یکسر بدل ڈالا جہاں ایک طرف پیغمبرِ خدا حضرت محمد ﷺ نے کفر و شرک کی تاریکی کو روشنی میں تبدیلی کیا وہیں آپ ﷺ نے ناانصافی، ظلم، بداخلاقی، قتل و غارت گری اور دوسری ایسی برائیوں کے خلاف اللہ کا پیغام نوعِ انسان تک پہنچایا۔ نبی کریمؐ نے تاریخِ انسانی کے سب سے اعلیٰ اخلاقی معیار قائم کیے۔ آپؐ کی صدق گوئی اور سچائی کا یہ عالم تھا کہ کفارِ مکہ کے سردار ابوسفیان کو ہرقل کے دربار میں نبی پاکؐ کی صداقت کی گواہی دینا پڑی۔ آپؐ کی سادہ زندگی اخلاقِ حسنہ کا نمونہ ہے۔ آپؐ کا اخلاق ہی تھا کہ آپ اپنے بلند انسانی کردار سے دشمن کے دل کو فتح کر لیتے۔

اسلامی تعلیمات نے اخلاق، تہذیب اور شائستگی کو بہت اہمیت دی تا کہ ایک خوب صورت اور فلاحی معاشرے کو قائم کیا جا سکے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن پاک کے احکامات اور احادیث اسوۂ حسنہ کے اصولوں کے مطابق ہو۔ رسولِ پاک ﷺ نے ایک ایسے دور میں جب اخلاقی طور پر قوم مردہ ہو چکی تھی۔ اللہ پاک کے پیغام اور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پھیلایا۔ حضور پاک ﷺ نے خوش خلقی اور شیریں کلامی کو ایک اچھے انسان کی بنیادی خوبیوں میں سے ایک خوبی قرار دیا ہے۔

اسلام کے دیگر اراکین کی طرح اخلاق بھی اسلامی نظامِ زندگی کا ایک شعبہ ہے قرآن نے عقائد و عبادات کے بعد سب سے زیادہ درستی اخلاق پر زور دیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بندہ عقائد و عبادات میں جس طرح اپنے رب کی مرضی کا پابند ہوتا ہے اس طرح زندگی کے طور طریق، شب و روز کے معمولات اور حقوق کی ادائی میں بھی اس کی مرضی کا پابند ہو۔ قرآن پاک نے مختلف اسالیب میں اخلاقی تعلیمات پیش کی ہیں، کبھی برائیوں کے اسباب کی نشاندہی کر کے اس کے تدارک کی صورتیں بتائی ہیں کبھی اخلاقِ حسنہ کو عمدہ تشبیہات کے ذریعے پیش کیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو قرآنِ پاک علم الاخلاق کی ایک حکیمانہ کتاب ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی تہذیب و شائستگی کے ہر پہلو کو منظرِ عام پر لایا گیا ہے اور بنی نوعِ انسان کو بتایا گیا ہے کہ قوم یا فرد کی زندگی کے لیے کس قسم کے آداب و اخلاق کی ضرورت ہے۔ اس میں وہ تمام ذرائع بھی تلقین کیے ہیں جن سے افراد کا کردار درست ہو اور وہ اس قابل ہو سکیں کہ معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں خوش اسلوبی سے حصہ لیں۔ قرآن پاک کے سب سے اولین مخاطب، وجۂ کائنات حضرت محمد ﷺ قرآن کے مطلوبہ اخلاق کے اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۲۱ میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

"در حقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول (ﷺ) ایک بہترین نمونہ ہے"۔[1]

سورۃ القلم کی آیت نمبر ۴ میں خالقِ کائنات اللہ پاک نے بھی نبی پاک ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی خود دی ہے:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

"اور بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں"۔[2]

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نو سال رہا، مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ نے یوں فرمایا ہو کہ یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ آپ نے کبھی میری کسی چیز کی مذمت کی۔[3]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا:

ترجمہ:"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مومن حُسنِ اخلاق کے ذریعے دن کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے "۔[4]

حضور پاک ﷺ نے خوش خُلقی اور شیریں کلامی کو ایک اچھے انسان کی بنیادی خوبیوں میں سے ایک خوبی قرار دیا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: حُسنِ اخلاق سے بڑھ کر میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو گی۔[5]

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا:

"جو جھگڑا چھوڑ دے مَیں اس کے لیے جنّت کے اندر ایک مکان کا ضامن ہوں، اگرچہ حق پر ہو اور اس کے لیے جنّت کے درمیان میں مکان کا جو جھوٹ کو ترک کر دے، خواہ وہ ہنسی مذاق میں ہی کہتا ہو اور جنّت کے اعلیٰ درجے میں اس کے لیے جو اچھا اخلاق پیش کرے "۔[6]

حضرت ابو عبداللہ جدلیؒ فرماتے ہیں: مَیں نے حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق مبارکہ کے بارے میں پوچھا تو ام المومنین نے فرمایا آپ نہ تو طبعاً فحش گو تھے،..... آپ بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہ تھے۔ اور آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بل کہ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے۔[7]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا "(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں"۔[8]

اسلام میں جہاں عبادات، معاملات، حُسنِ معاشرت، باہمی رویوں، حُسنِ سلوک اور مکارمِ اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہیں دینی، اخلاقی اور اسلام کی عطا کردہ خاندانی اقدار کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلام اور اعلیٰ اخلاقی اقدار لازم و ملزوم ہیں تو اس میں کوئی شبہ نہ ہو گا۔ اللہ کے بندوں میں سب سے پیارا وہی ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ معلمِ اخلاق بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

"اور بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں"۔[9]

امام غزالی اخلاق کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خلق نفس کی اس ہیئت راسخہ کا نام ہے جس سے تمام افعال بلا تکلیف صادر ہوں گے اگر یہ افعال عقلاً یا شرعاً عمدہ اور قابلِ تعریف ہوں تو اس ہیئت کو خلق نیک اور اگر برے اور قابلِ مذمت ہوں تو اس ہیئت کو خلقِ بد کہتے ہیں"۔[10]

دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کے لیے حسنِ اخلاق ناگزیر ہے۔ اس لیے کتاب و سنت میں اچھا اخلاق اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔ نیز حضور پاکؐ کے جن اوصاف کا ذکر اللہ پاک نے فرمایا ان میں حسنِ اخلاق بھی شامل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اعلیٰ

اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ مومن شخص اعلیٰ اخلاق کی بدولت نفلی روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے کا درجہ پا لیتا ہے۔

اسلام میں بُردباری اور نرم مزاجی پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ اللہ پاک نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ اسلام سادگی، سخاوت، ایثار، قربانی، ایمانداری، اخوت اور رواداری کا حکم دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے خود ایک مثالی زندگی بسر کر کے بنی نوعِ انسان کو اسلامی تعلیمات کی عملی صورت دِکھا دی۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنے حُسنِ عمل سے جزیرہ نمائے عرب میں دورِ جہالت کے معاشرے کی صورت یکسر تبدیل کر دی آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ قیامت تک لوگوں کے لیے زندگی گزارنے کا ایک عملی نمونہ ہے۔

رسول اللہؐ اور صحابہ کرام کی پوری زندگی اسلام کے اسی انقلاب آفریں اخلاقی نظام و اقدار کی آئینہ دار رہی ہے۔ بہترین اخلاقیات کے حامل خلفائے راشدین اور صحابہ کرام تھے۔ جنھوں نے نہ تو سکول کی صورت دیکھی اور نہ ہی باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل کی۔ ان کے اخلاقیات کسی کتاب یا مدرسے کے مرہونِ منت نہیں تھے بلکہ مضبوط خاندانی اور معاشرتی گروہ بندی اور نبی پاکؐ کے زیرِ تربیت پروان چڑھے تھے۔ یہ صحابہ کرام ایمان کو قبول کرنے والے، ملک و قوم کے وفادار، قربانیاں دینے والے اور دوسروں کے دکھ درد کو سمجھنے والے، اعلیٰ ظرف کے مالک، ملتِ اسلامیہ کو جسدِ واحد سمجھنے والے، خلق و مخلوق کے وفادار تھے۔

صحابہ کرام اخلاق، اخلاقی اقدار کے مکمل پیکر تھے۔ اسلام کی معجزاتی تاثیر نے ہی اخلاق و اقدار سے بیگانہ عرب قوم کو تہذیب اور اعلیٰ اخلاق کا مثالی نمونہ بنا دیا صحابہ کرام دین و اخلاق کے مکمل پیکر تھے۔ ان کی اعلیٰ اخلاقی اقدار بے مثل اعتدال، غیر معمولی جامعیت اور وسیع عقل کی بنا پر ان کے لیے ممکن ہوا کہ وہ انسانی گروہ کی بہتر طور پر اخلاقی اور روحانی قیادت کر سکیں۔ ان کے اعلیٰ اخلاقی نمونے معیار کا کام دیتے تھے اور ان کی اخلاقی تعلیمات عام زندگی اور نظامِ حکومت کے لیے میزان کا درجہ رکھتی تھیں۔

انبیا کرام میں سے ہر ایک حُسنِ اخلاق کے حامل تھے مگر آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس حُسنِ اخلاق کے تمام انواع کی جامع تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیائے سابقین کی سیرت کے اتباع کا حکم دیا۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۹۰ میں ربِّ کائنات فرماتے ہیں:

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ

"پس تم ان کی روش کی پیروی کرو"۔ 11

حضورؐ کی زیرِ نگرانی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی وہ رہتی دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے اعلیٰ ترین اخلاقی نمونے چھوڑ گئی۔ یہی اخلاقی اقدار تعلیمات اسلام کی اشاعت میں بہت مؤثر ثابت ہوئیں۔ خلق حسنِ باطن کو کہا جاتا ہے۔ بعثتِ انبیا کا بنیادی نکتہ اخلاق کو سنوارنا ہی ہے۔ اخلاقِ حسنہ افراد کا انفرادی معاملہ نہیں بلکہ یہ قوموں کے عروج و زوال میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ بادی النظر میں یہ بات عجیب محسوس ہو کہ اخلاق کا عروج سے کیا تعلق ہے اور اس سے محرومی زوال کا سبب کیسے ہے تو اس سوال کا جواب تبھی ممکن ہے جب آپ اخلاق کے حقیقی معنوں سے واقف ہوں۔ اُمتِ مسلمہ کی وہ صفات جو ان کے عروج و ترقی کا سبب بنیں

وہ ایمان کی قوت تھی۔ جب انسان ایمان کی دولت سے متصف ہوتا ہے تو اللہ کی قوتوں پر اس کا یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان دنیا و آخرت کی حقیقتیں جان لیتا ہے تو اس پر دنیا کا فریب بھی کھل جاتا ہے اور دنیاوی مسرتیں اس پر اثر نہیں کرتیں اور ابدی جنتوں اور مسرتوں کا طلبگار ہو جاتا ہے۔ دورِ حاضر کا سب سے اہم مسئلہ اسی ایمان کی لذت سے دوری ہے۔

قرآن کی رُو سے بداخلاقی کا سب سے بڑا سبب بُرے لوگوں کی صحبت ہے۔ اسی وجہ سے ایسے لوگوں سے بچنے اور نیک و صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۱۹ میں ارشادِ ربانی ہے:

وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

ترجمہ: "نیک و صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرو"۔[12]

بُرے افراد کی طرح بُرا ماحول بھی بداخلاقی کا موجب ہوتا ہے۔ جہالت اور لاعلمی بسا اوقات بداخلاقی پر آمادہ کرتی ہے بہت سے مسائل و معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان میں بھلے بُرے کی تمیز نہیں کر سکتا اس کے لیے قرآن پاک نے مکمل ضابطۂ اخلاق پیش کیا ہے اور اصولی طور پر بتایا ہے کہ اخلاقِ حسنہ اسمائے حسنیٰ کا پرتو اور صفاتِ الٰہی کا سایہ ہیں چناں چہ قرآن نے اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کی نصیحت کی ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

ترجمہ: "اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اور اس کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو گا"۔[13]

حدیث میں بھی واضح الفاظ کے ساتھ کہا گیا ہے "تخلقوا باخلاق اللہ" یعنی اپنے اندر الٰہی اخلاق پیدا کرو۔

ایمان نے عفت و عصمت اور شرم و حیا کی جو راہیں متعین کی تھیں۔ ان سے انحراف نے امتِ مسلمہ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اخلاقی بگاڑ کا ایک بڑا سبب دنیا پرستی کی وہ لہر ہے جس میں لوگ وقتی مفاد کے آگے ہر چیز کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ رشوت و بدعنوانی کا باعث یہی ہے ظلم و ناانصافی اس کی پیداوار ہے۔ خیانت و بددیانتی یہیں سے پھوٹتی ہے۔ رشوت و بدعنوانی کا باعث یہی ہے۔ ملاوٹ و جعل سازی اسی سے جنم لیتی ہے۔ ہوسِ زر بھی انسانی اخلاقیات کی دشمن ہے غرض دنیا پرستی اخلاقی زندگی کی عمارت کے ہر ستون کو دیمک کی طرح کھا جاتی ہے۔

اخلاقی انحطاط کی ایک وجہ منفی سوچ کا فروغ ہے جو ہمارے معاشرے میں بعض طبقات نے عام کر دی ہے۔ اخلاقی تنزلی کا سبب بننے والا ایک اہم عنصر میڈیا کلچر ہے نئی اقدار منتقل کرنے والوں میں ٹیلی ویژن کے پرڈیوسرز، فلمی ستارے، فیشن کی تشہیر کرنے والے ادارے بھی شامل ہیں ایسے رجحانات کو فروغ دینے والے یہ لوگ ہماری ثقافت ہماری نئی نسل کو بہت متاثر کرتے ہیں۔ ہم رسولِ پاک ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا کوئی بھی واقعہ لیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ کیسے آپ ﷺ نے حُسنِ عمل سے اس دور کے معاشرے کی اخلاقی و روحانیت تربیت کی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ جو مجسم برائی تھے آہستہ آہستہ برائی کی دلدل سے نکلتے گئے اور ایک خوب صورت اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔ رسولِ پاک ﷺ کے حُسنِ عمل سے جزیرہ نمائے عرب پر لوگ بے راہ روی سے تعلق توڑ کر اعلیٰ اخلاقی و روحانی اقدار کی پیروی کرنے لگے اگر ہم دورِ حاضر پر نظر دوڑائیں تو اس بات کا ادراک ہو سکتا ہے کہ انسان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

ایک بار پھر انتہا کی مادّہ پرستی کا شکار ہو چکا۔ عالمی سطح پر بھی حالات واضح کرتے ہیں کہ دورِ جدید کی تہذیب و تمدن، مادّہ پرستی، ہوس، استحصال، لوٹ کھسوٹ، طمع اور ایسی دوسری برائیوں میں رچی ہوئی ہے۔ اگر دولت اور مادی ترقی کی کسوٹی پر دورِ جدید کو پرکھا جائے تو دنیا میں ان دونوں کی فراوانی پائی جاتی ہے ہر معاشرے میں ایک عجیب بے چینی ہے جس نے لوگوں کے ذہنی سکون کو بُری طرح متاثر کیا ہوا ہے۔ نظریاتی اختلاف کو بنیاد بنا کر دنیا کے مختلف خطے آپس میں بر سرِ پیکار دِکھائی دیتے ہیں اگر ہم اپنے ہی معاشرے پر نظر ڈالیں تو ہمیں یہ معاشرہ مختلف النوع برائیوں میں ڈوبا دِکھائی دیتا ہے۔

قرآن پاک اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں مکمل رہنمائی ہونے کے باوجود مسلمان اخلاقی، مذہبی اور روحانی اقدار سے بہت دور دکھائی دیتے ہیں۔ اسلامی بھائی چارے کی جگہ فرقہ پرستی اور ذات پات نے لے لی ہے بد قسمتی سے ہمارے لوگ مغربی ممالک کی اندھا دھند تقلید میں اپنی تمام مذہبی و اخلاقی اقدار فراموش کر چکے ہیں۔

آج دنیا میں بے شمار آزاد اسلامی ممالک ہیں اور دنیا کے ہر خطے میں مسلمان موجود ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ قرآن پاک کی تعلیمات اور رسولِ پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کے لیے تیار ہیں عملی طور پر ہمیں اسلام اپنی سچی اور حقیقی شکل میں دکھائی نہیں دے رہا۔ ماضی میں مسلمانوں کے حُسنِ کردار نے غیر مسلموں کو متاثر کیا اور نتیجتاً اسلام تیزی سے پھیلتا گیا۔ وہ آج بھی دنیا کے تمام خطوں میں بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں ۔

موجودہ دور کے مسلمان دنیا کے سامنے حُسنِ خلق کا نمونہ بننے کے بجائے اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کی وجہ سے ہر لحاظ سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے بہت پیچھے ہیں ان کے قول و فعل میں بہت تضاد ہے۔ آج کے دور میں بھی اسلامی معاشروں میں بہت سے جاہلانہ رسوم و رواج عام ہیں خاص طور پر فرقہ واریت اور اس کی بنا د پر نفرت اور لڑائیوں نے دنیا کے غیر مسلم معاشروں کے سامنے ایک انتہائی بری تصویر پیش کی ہے اسلام نے جاہلانہ رسم و رواج شرک اور اخلاقی برائیوں کا قلع قمع کیا لیکن آج اسلامی معاشرے میں ہمیں یہ تمام برائیاں دکھائی دیتی ہیں لوگ دیانت اور امانت جیسے عظیم اصولوں کو بھلا چکے ہیں۔ معاشرے میں رشوت ستانی، ملاوٹ، سود خوری اور ایسی دوسری برائیاں دن بہ دن بڑھ رہی ہیں۔ بدکاری، شراب نوشی، جوا بازی معاشرے میں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ فحاشی مغربی ممالک سے نکل کر اسلامی معاشرے میں بھی داخل ہو چکی ہے اور اب بد قسمتی سے یہاں پر ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں جو مغربی ممالک کی اندھا دھند تقلید یا شاید ضمیر فروشی کر کے فحاشی اور بدکاری کے حق میں آوازیں بلند کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ خاص طور پر دولت کی ہوس نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اور بہت سے افراد جائز ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں۔ غریب اور امیر کے درمیان فرق بہت بڑھ چکا ہے۔ اور ایک فلاحی اسلامی معاشرہ آج کے دور میں دکھائی نہیں دے رہا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر طرف نفسی نفسی کا عالم ہے معاشرے میں بے چینی اور بے سکونی عام ہے۔ عورتوں کے حقوق کے نام پر بہت سی خواتین اپنے ہی مذہب کے خلاف بولنے پر تیار ہو جاتی ہیں اس کے پیچھے بھی زیادہ تر ضمیر فروشی کا عنصر دکھائی دیتا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں عورت کو ایک باعزت مقام دینے کا سہرا مذہب اسلام کو ہی جاتا ہے۔ یہ اگر ہم آج اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں تو حقیقت میں عورت کو میڈیا کے لیے ایک زینت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خوش اخلاقی، رواداری اور برداشت جیسی اعلیٰ اخلاق

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.3 2021

اقدار کو نظر انداز کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبے میں شکست وریخت کا عمل جاری ہے۔

ہمارا سیاست دان ایمان دار نہیں ہے اور ہماری سیاست کی بنیاد اسلامی نظریات کے بجائے مغربی نظریات پر ہے۔ وہ مسلمان جنھوں نے دنیا کو تہذیب وتمدن کا عملی نمونہ سکھایا تھا۔ اب خود بے عملی کا شکار ہیں یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک دنیا میں زیادہ تر اسلامی ممالک غربت، بے چینی، معاشی بدحالی اور اخلاقی تنزلی کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ترقی کی دوڑ میں دوسرے ممالک سے پیچھے ہیں حتیٰ کہ ان کا معاشی اور تعلیمی نظام بھی مغربی ممالک سے ملنے والی ہدایات کی روشنی میں مرتب کیا جاتا ہے اس قدر بے بس اور ناقدری محض اسلامی اقدار سے دور ہونے کی ممالک نے جدید ترین سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا سائنس کے شعبے میں یہ ترقی مغربی ممالک کی مرہونِ منت ہے۔ جبکہ ماضی میں ایک ایسا دور بھی تھا جب مغربی اقوام سمیت دنیا تہذیب وتمدن اور علم کے لیے اسلامی ممالک سے رجوع کرتے تھے جس زمانے میں اسلامی سلطنت کے بڑے شہر اپنی مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی اخلاقی اقدار کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور تھے۔ شاید ہی کوئی علم کے حصول کے لیے مغربی ممالک کی طرف رخ کرتا ہو۔ دورِ جدید میں سچی اسلامی اخلاقی اقدار کو بری طرح پایمال کیا جارہا ہے انتہائی ڈھٹائی سے رقص وسرود کی محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ شراب نوشی اور نشہ جیسی لعنتیں عام ہیں اسی وجہ سے اسلامی معاشرہ بری طرح انحطاط اور شکست وریخت کا شکار ہے۔ انہی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا کر امریکا اور یورپ کے دوسرے ممالک ہمارے ساتھ غلاموں جیسا سلوک روا رکھے ہوئے ہیں آج بھی عالمی سطح پر اسلام کے خلاف ایک گہرا گٹھ جوڑ دکھائی دیتا ہے اور محض اسلام دشمنی میں یورپ کے بہت سے ممالک ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ زیادہ تر اسلامی ممالک میں مغرب سے متاثر ہو کر وہاں کا نام نہاد جمہوری نظام استعمال کیا جارہا ہے اور اس مذہب کے پیروکار جس نے انسانی تاریخ میں پہلی دفعہ صرف انسان کے حقوق مرتب کیے بلکہ جانوروں اور نباتات کے حقوق بھی متعین کر دیے ہیں۔ وہ مسلمان اب انسانی حقوق اور ایسے دوسرے پہلوؤں کے لیے مغربی ممالک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اخلاقی اقدار کی پایمالی کی سزا ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ معاشرے میں لاقانونیت عام ہے۔ قانون امیر شخص یا پیسے کا غلام بن چکا ہے۔ اور اسلامی معاشرہ جس کی بنیاد عدل کے سنہری اصول پر رکھی گئی ہے۔ اس سے محروم ہے۔

مغربی ممالک کی اندھا دھند تقلید کے نتیجے میں اب اسلامی ممالک میں اسلامی اقدار کی کمی ہے اور نہ ہی مغربی اقدار کی وجہ ہے کہ یہ ممالک انتہائی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے کوئی واضح نصب العین نہیں ہے اسلام انسانی ترقی اور اسے آگے لے جانے کے عمل کا مذہب ہے اسلامی اقدار کے مطابق تخلیق کردہ معاشرہ ہی حقیقی فلاحی معاشرہ قرار پا سکتا ہے۔ آج مغرب کے کئی ممالک خلفائے راشدہ کے دور کے خصوصاً حضرت عمرؓ کے دور کے ان قوانین و اصطلاحات کو اپنے ملکوں میں نافذ کیے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس دور میں ہر انسان کی بنیادی ضرورت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ ہم حضرت عمرؓ کے اس قول سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے انسان کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہوئے تھے اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کُتّا بھی بھوکا مرے تو اس کا ذمہ دار عمرؓ ہو گا۔ کیا ہمیں حقیقی اسلامی اخلاقی اقدار کہیں دکھائی دیتی ہیں اگر ہم غور کریں گے تو ہمیں ان خوبصورت اقدار کے بجائے بے حسی، نفرت، حسد، چھینا جھپٹی اور مال اکٹھا کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز طریقہ استعمال کرتا ہوا معاشرے میں عام

دکھائی دے رہا ہے۔ آج اگر ہم سوشل میڈیا پر نظر ڈالیں تو اس پر جھوٹی خبروں، بہتانوں، الزامات اور فحاشی کا ایک لامتناہی سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔

مغربی تقلید اور نام نہاد ترقی کے نام پر بہت سی اخلاقی برائیاں جنسی بے راہ روی، جوا بازی اور شراب نوشی جیسی قبیح عادات تیزی سے پنپ رہی ہیں۔ نتیجتاً ہر طرف بے سکونی اور بے چینی کا عالم ہے۔ معاشرے میں بد دیانتی عام ہے نہ تو حکمران ملک اور عوام سے مخلص ہیں اور نہ ہی عوام اتنے تعلیم یافتہ ہیں کہ سوچ سمجھ کر ملک کے باصلاحیت اور دیانت دار قیادت منتخب کریں۔ مسلمان اگر دنیا میں عزت و وقار حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اسلامی اقدار کی پیروی اعلیٰ اخلاقی اقدار جو ہمارا مذہب ہمیں سکھاتا ہے۔ ہمارے لیے ایک بہترین فلاحی معاشرے کے قیام کی ضامن ہیں آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے دلوں سے نفرت، کدورت، ہوس، خود غرضی اور دولت کی بے پناہ محبت جیسی برائیوں کو اکھاڑ پھینکیں۔ معاشرے میں محبّت رواداری ایک دوسرے کے احترام اور حُسنِ سلوک جیسی اخلاقی اقدار کی بے پناہ ضرورت ہے۔ اپنے اندر سے مغرب کی اندھا دھند تقلید کے بت کو پاش پاش کرنا پڑے گا۔ تاکہ اس کی جگہ ایک اعلیٰ اسلامی اخلاقی اقدار کی سچی اور دلی محبّت ہمارے اندر بیدار ہو اور ہم اپنے معاشرے سے اخلاقی برائیوں کو اکھاڑ پھینکے۔ سچے مسلمان بن کر اور عظیم اسلامی اخلاقی اقدار کی پیروی کر کے ہی نہ صرف ہم اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک ﷺ کے سامنے سرخرو ہوسکتے ہیں بلکہ ساری دنیا کے لیے ایک بے مثال نمونہ بن سکتے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ کے لیے دورِ حاضر میں درپیش مسائل کی فہرست میں دوسرا بڑا مسئلہ فرقہ وارانہ جارحیت ہے۔ اقبال اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کے ، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ، دین بھی ، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک[14]

تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ باہمی اختلاف اور فرقہ پرستی کے جنون نے اُمتِ مسلمہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا اور دورِ حاضر میں بھی پہنچایا جارہا ہے۔ اسی فرقہ پرستی کے سبب اُمتِ مسلمہ تقسیم ہوگئی اور لاکھوں افراد مارے گئے۔ بہت سے فرقے ملتِ اسلامیہ کو آگ کے مانند لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی دینی کوششوں کا ایک بڑا حصہ فرقہ پرستی کی نذر ہورہا ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ پرستی کو ختم کرکے اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کی جائے۔ جناب احمد پرویز لکھتے ہیں:

”مسلمان دنیا میں جہاں بھی ہیں ذلیل و خوار کیوں ہیں؟ مفلس و نادار کیوں ہیں؟ دوسروں سے پیچھے کیوں ہیں؟ غیروں کے محتاج کیوں ہیں؟... مسلمان اس لیے ذلیل و خوار ہیں کہ اس نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے... مغرب کی تعلیم نے قوم کو لامذہب بنادیا ہے“۔[15]

اسلام محض چند چیزوں کو اپنا لینے کا نام نہیں بلکہ اپنی پوری زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارنے کا نام ہے۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی پستی کا سبب مذہب سے دوری کے ساتھ ساتھ آفاقی سچائیوں مثلاً سچ، عدل و انصاف، جذبہء حب الوطنی، جدوجہد، امانت و دیانت سے لاتعلقی ہے۔ آفاقی سچائیاں جنھیں مسلمانوں نے اہلِ ایمان نے پسِ پشت ڈال دیا، کفار نے اسے محض ملکی و قومی جذبہ کے تحت اپنا لیا لہٰذا عروج بھی انہیں مل گیا اور دیگر ترقیاں بھی ان کی منتظر رہیں۔ در حقیقت مسلمانوں کی تمام تر پستیوں کا سبب اسلام سے دوری اور ایمان سے صرف لفظی اور رسمی تعلق ہے۔

سماجیاتِ جدیدہ فتنہ و فساد سے بھرا پڑا ہے۔ عصرِ حاضر کا مسلمان گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے اسوۂ حسنہ سے ہی مدد لی جاسکتی ہے۔جناب محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں:

"سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ وہ ہوتا ہے جس سے زوالِ ایمان کا خطرہ پیدا ہو جائے"۔[16]

ایمان کی پختگی از حد ضروری ہے اور ایمان کی وضاحت بہارِ شریعت میں ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"سچے دِل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین سے ہیں"۔[17]

اسلام ایک وسیع مذہب ہے۔عقائدِ اسلام پر ایمان اور ان پر عمل ہی اسلام کی تشریح ہے۔اسلام نے دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا حکم دیا ہے۔ اسلام نے سائنس اور ٹیکنالوجی کو بھی مضبوط حیثیت دی ہے اور قرآن پاک میں ان تمام امور پر واضح ہدایات بھی موجود ہیں۔ حضور پاکؐ کی زندگی ان اقدار کی واضح تصویر ہے۔وہ اقدار توحید کی بنیاد پر معاشرے کو مضبوط کرنا، نماز کو فروغ دینا، خاندانی نظام کا تحفظ وغیرہ، بین الاقوامی سطح پر ممالک کے ساتھ تعلقات پر بھی خالص انصاف کی بنیاد پر ہی معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں کا عروج بھی قابلِ دید تھا اور زوال بھی باعثِ عبرت ہے۔بقول اقبال:

یوں تو سید بھی ہو ، مرزا بھی ہو ، افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو ، بتاؤ تو مسلماں بھی ہو[18]

ہمارے اسلامی معاشرے سے اسلامی روایات ناپید ہوتی جارہی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں مغربی کلچر فروغ پا رہا ہے۔ آج ہمارا معاشرہ اور حکمران طبقہ مغرب سے متاثر ہیں اور بطور نمونہ مغرب کو پیش کرتے ہیں۔ قدیم دور میں ہمارے آبا و اجداد اور اسلاف بھی کامیاب ہوئے انھوں نے مغرب کی پیروی نہیں کی بلکہ مغرب ہمارے اسلاف کے کارناموں کو اپنا کر دنیا میں کامیاب ہوا اور ہم ان کے اصولوں کے انحراف کرکے رسوائی کا شکار ہوئے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اخلاقی بگاڑ آج ہمارے معاشرے، ہماری زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو چکا ہے۔ امانت، دیانت، صداقت، عدل، ایفائے عہد، فرض شناسی اور ان جیسی دیگر اعلیٰ اقدار کمزور پڑتی جارہی ہیں۔جب اخلاقی حس مردہ ہونے لگے تو ایسے معاشرے میں ظلم و فساد عام ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں پہلے معاشرہ کمزور اور پھر تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ تباہی کبھی غیر ملکی حملہ آوروں کی مرہونِ منت ہوتی ہے کبھی باہمی آویزشوں کے نتیجے میں جنم لیتی ہے۔

سماجیاتِ جدیدہ میں اُمتِ مسلمہ کو درپیش مسائل میں ایک اہم مسئلہ اخلاقِ عالیہ سے محرومی ہے آج پوری دنیا میں

Vol.5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مسلمانوں کے پاس مال و دولت ہے، ذہین افراد کی کمی نہیں بہادر اور جری فوج سے متصف ہیں۔ اللہ پاک نے ہر چیز کثرت سے عطا کی مگر پھر بھی پستی کا شکار ہیں۔ اس قوم کے افراد انفرادی مفادات کے حصول کے لیے کوشاں ہیں اور اخلاقِ عالیہ سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور جب کوئی قوم اعلیٰ صفات سے محروم ہو جائے تو وہ تنزلی سے کیسے بچ سکتی ہے۔

صالح معاشرے کا قانون عدل و انصاف، مساوات پر مبنی ہو گا اور ایسا معاشرہ حقیقی معنوں میں اسلامی معاشرہ کہلائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام فرد کی اصلاح کے لیے اخلاقِ حسنہ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار پر زور دیتا ہے۔ قرآنِ پاک میں بیشتر مقامات پر اخلاق، اخلاقی اقدار کا درس دیا گیا ہے جو اس قدر حکیمانہ اور فلسفیانہ ہے جو دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں نہیں ملتا۔ قرآنِ پاک کا حسنِ اخلاق ملاحظہ ہو کہ لوگوں سے اونچا بولنے والے کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسانیت کا قوموں کا تمسخر، طنز و مذاق، طعنہ زنی اور ایک دوسرے کے نام بگاڑنے والے کو بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو مسلمان نہیں بلکہ فاسق کہا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اس امر کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری درسگاہوں میں ہمارے نصابِ تعلیم کا کوئی حصہ اسلام اور عصرِ حاضر کے چیلنجز اور ان کے حل کے لیے مخصوص کیا گیا ہے؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید دور میں پیدا ہونے والے مسائل اور ان کے حل کو بطور مضمون پڑھنا چاہیے۔ نبویؐ معاشرے کی اخلاقی اقدار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تب ہی اسلام سے ایک ایسی وابستگی پیدا ہو گی جو اسلام کو بطور دین اور ضابطہءِ حیات نافذ کرنے کے جذبے کا محرک بنے گی۔ اگر ہماری تعلیم میں تعمیری فکر پیدا ہو جائے تو اسلام سے تعلق کی بنیادیں مستحکم ہوں گی اور یہی امر اسلام کو غالب کرنے کا جذبہ پیدا کرے گا۔ زوال کی شبِ تاریک ختم ہو گی اور اسلام کے عروج کا سربلند سورج طلوع ہو گا۔

قرآن پاک جو اخلاقی نظام پیش کرتا ہے اس نے رضائے الٰہی کو اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ اس سے اخلاقیات کو معیار کی بلندی نصیب ہوتی ہے اور اخلاقی ارتقا کے امکانات لامحدود ہو جاتے ہیں۔ یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ اس کے دائرۂ کار میں آ جاتا ہے۔ اس کے برخلاف زندگی کے دوسرے نظامِ اخلاق صرف معاشرتی بہبود کو مقصدِ اخلاق قرار دیتے ہیں یہ اتنی کمزور بنیاد ہے کہ جہاں سماج کی بہبود متاثر نہ ہوتی ہو وہاں ایک لمحے کے لیے بھی انسان ضابطۂ اخلاق کا پابند نہیں رہ سکتا۔

حواشی

1 سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱۔

2 سورۃ القلم، آیت ۰۴۔

3 امام المحدثین ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن وردین بن کرشاد القشیری "صحیح مسلم شریف" (مترجم) علامہ غلام رسول سعیدی، لاہور، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، جلد سوم، اگست ۲۰۰۶، ص ۲۳۹۔

4 امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی مترجم (مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری) سنن ابو داؤد شریف، لاہور، فرید بک سٹال، ص ۵۰۱۔

5 ایضاً، ص ۵۱۰۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

6 ایضاً، ص ۵۱۰۔

7 امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی (مترجم) علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی، لاہور، فرید بُک سٹال اردو بازار، طبع دوم، اکتوبر ۲۰۰۱، ص ۹۳۲۔

8 امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی (مترجم) علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی، لاہور، فرید بُک سٹال اردو بازار، طبع دوم، اکتوبر ۲۰۰۱، ص ۲۲۔

9 سورۃ القلم، آیت ۰۴۔

10 امام غزالی، احیاءُ العلوم الدین، (بیروت: دارالمعرفہ)، ۱۹۸۳، ص ۳۲۵۔

11 سورۃ انعام، آیت ۱۰۔

12 سورۃ التوبہ، آیت ۱۱۹۔

13 سورۃ انعام، آیت ۱۰۔

14 علامہ محمد اقبال ''کلیاتِ اقبال'' نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۱۹۹۷، ص ۲۳۰۔

15 غلام احمد پرویز، ''اسبابِ زوالِ امت''، (دہلی، معصومہ اینڈ کمپنی، ۱۹۵۲)، ص ۱۳، ۱۴۔

16 محمد یوسف بنوری ''دورِ حاضر کے فتنے اور ان کا علاج''، (لاہور، مجلس التحقیق اسلامی، ۲۰۰۸)، ص ۷۵، ۷۴۔

17 محمد الیاس عطار قادری، ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب''، طبع پنجم، (کراچی، مکتبہ المدینہ کراچی، ۲۰۱۳)، ص ۳۹۔

18 علامہ محمد اقبال، ''کلیاتِ اقبال''، ص ۲۳۲۔